اردو ترجمہ

رسالہ

ابواب جامع صغیر

مصنفہ امام المجتہد محمد ابن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

جسکو

جنرل بکس ایجنسی علیگڈھ

نے ترجمہ کرایا

باہتمام مولانا علمی و ایم ایس مرتی علمی اور پریس میں چھپوا کر شایع کیا

جنرل بکس ایجنسی علیگڈھ

اول ۱۰۰۰ قیمت غیر مجلد ۳ مجلدہ ؍

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

زبان کی جو گوشت کا ایک ٹکڑا ہی کیا مجال ہی کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنیوالے خالق کی حمد ادا کر سکے یعنی اوس صانع کی تعریف کہ جس نے لفظ کُن کے کہنے سے کائنات علوی اور سفلی کو پیدا کیا اور اوس میں انسان کو لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ کے خلعت سے سربلند کیا بیان سے باہر ہی۔ بہرحال اپنے عجز کا اقرار ہماری عبودیت کے شایاں ہی۔ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ اور درود اور سلام ہوں پسندیدہ مخلوقات پر ہو جو باعث تخلیق بنی آدم بلکہ جملہ عالم میں جن کی شان میں آیۃ دَنٰی فَتَدَلّٰی یعنی یہ کہ رب آپ کے استقبال کے لیے شب معراج کو نیچے اوترآیا) اور جن کے مدارج میں آیۃ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی دو کمان کا فرق بلکہ اُس سے بھی کم رہ گیا تھا درمیان خدا اور رسول کے مرجع مراحم الہی میں آیۃ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی یعنی پس اوس نے وحی بھیجی اپنے بندہ یعنی محمد کی طرف جو وحی بھیجی تھی) اور آپ کے فضائل میں آیۃ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی) اور بیشک اوس نے اسپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ سرور انبیا ہیں اور آپکی آل اطہار ہی کہ ہم گنہگاران غرق آب معاصی کی نجات کا ذریعہ ہیں اور تمام صحابہ کرام جان نثاران محمد پر کہ جن کی محبت عین محبت رسول کریم صلعم ہی جیسا کہ حدیث رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ میں اون کی شان میں آیا ہے روز قیامت تک ہمیشہ ہوتی رہی۔

طہارت کا بیان

مسئلہ ۱ محمد ابن حسن نے یعقوب سے اور انھوں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ سے
روایت کی ہے کہ اگر مقدار قے کی اس سے کم ہو کہ منہ بھر سکے تو اس سے وضو نہیں
ٹوٹتا۔ اور اگر منہ بھر کر ہو خواہ پت ہو یا غذا یا صرف پانی ہی نکلے تو وضو ٹوٹ
جاویگا۔ اگر بلغم ہو تو بقول طرفین وضو نہیں ٹوٹتا ہے اور بقول امام ابو یوسف رحمہ کے
وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۲ امام محمد نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ آبلہ یا پھوڑے کا کھرنڈ اتارا جاوے
اور اس سے خون یا پیپ یا پانی بہکر زخم کی حد سے باہر نکل جاوے تو وضو ٹوٹ
جاویگا ورنہ نہیں۔ اگر زخم سے کیڑا نکلے یا گوشت کا ٹکڑا تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر
کیڑا مقعد سے نکلے تو وضو ٹوٹ جاویگا۔

مسئلہ ۳ امام محمد نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص سوائے کتے کے
جھوٹے پانی کے نہ پاوے تو وضو نکرے بلکہ تیمم کرے۔ اگر سوائے گدہے کے
جھوٹے کے دوسرا پانی نہ ملے تو اس پانی سے وضو کرے اور تیمم بھی کرے
اگر سوائے شیرہ کھجور کے دوسرا پانی نہ ملے تو وضو کرے تیمم نہ کرے
اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک تیمم کرے وضو نکرے اور امام محمد کے نزدیک
اول وضو کرے اور پھر تیمم بھی کرے۔ اور شربت سے وضو جائز نہیں ہے
سوائے کھجور کے رس کے اور پھر [illegible] اور [illegible]

سانپ کے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے مگر بکراہت اگر وہ پانی جس سے ایکمرتبہ وضو کیا جاچکا ہو کسی پاک برتن میں جمع کر لیا جاوے تو اوس سے وضو بہتر نہیں

مسئلہ ۴ امام محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ اگر بچھو یا ایسا ہی اور جانور کہ جس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا پانی میں گر کر مرجاوے تو اوس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور مینڈک وغیرہ پانی کے جانور اگر کوئیں میں مرجاویں توبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ مگر اونٹ یا بکری وغیرہ جانوروں کی ایک دو مینگنیاں کوئیں کے اندر گر جاویں یا کبوتر یا چڑیا وغیرہ پرندوں کی بیٹ پڑ جاوے توبھی پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۵ اگر کوئیں میں چڑیا یا چوہا گر کر مرجاوے اور اوسی وقت نکال لیا جاوے تو اوس کوئیں سے بیس ڈول سے تیس ڈول تک پانی نکالنا چاہیے اگر مرغ یا بلی گر کر مرجاوے اور اوسی وقت نکال لی جاوے تو چالیس ڈول سے پچاس تک نکالیں۔ اور اگر بکری مرجاوے تو کوئیں کا پانی خالی کرنا چاہیے کہ جس سے غالب گمان تمام نجس پانی کے نکل جانیکا ہو جاوے۔ اور اگر جانور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا مرکر سڑ جاوے اور گل جاوے تو سارا پانی نکالنا چاہیے

مسئلہ ۶ امام محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ اگر مچھلی کا خون کپڑے پر لگے خواہ وہ درہم سے زیادہ ہو اوس سے کپڑا نجس نہیں ہوتا اگر گوبر یا مرغ کی بیٹ ایک درہم سے زاید لگے تو اوس کپڑے سے نماز جائز نہیں اور یہی حکم موزہ اور جوتے کی بابت ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک جب تک گوبر وغیرہ فاحش نہ ہو یعنی

اوس پارچہ کی چوتھائی نہ بھرے اوس وقت تک نماز جائز ہی - امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گوبر وغیرہ نجاست غلیظہ ہیں یعنی تھوڑی سی ہی مثلاً بقدر ایک اٹھنی کے ہی کپڑے کو نجس کر دیتی ہیں اور صاحبین کے نزدیک یہ نجاست خفیفہ ہیں یعنی کپڑے کی چوتھائی جزو تک لگنے سے ناپاک کرتی ہیں اس سے کم میں ناپاک نہیں ہوتا اور گھوڑیکا پیشاب اگر ایک درہم سے زاید کپڑے کو لگے تو اوس سے نماز نہیں ہوتی اور امام محمدؒ کے نزدیک گھوڑیکا پیشاب خواہ وہ بقدر فاحش ہی کیوں نہ ہو کپڑے کو ناپاک نہیں کرتا اوس سے نماز جائز ہی اگر موزہ کو گوبر پیخانہ خون یعنی لگے اور خشک ہو جاوے اور ملنے سے دور ہو جاوے تو یہ ہی کافی ہی یعنی صرف ملکر چھڑا دینے سے ہی موزہ پاک ہو جاتا ہی اور اگر تر ہیں تو بغیر دھوئے پاک نہیں ہوگا - اور اگر یہ ہی چیزیں کپڑے کو لگیں تو بغیر دھونیکے پاک نہیں ہوگا - خواہ خشک ہی کیوں نہ ہوں سوائے منی کے کہ وہ کھرچنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے - اور امام محمدؒ کے نزدیک موزہ بھی ملکر چھڑانے سے پاک نہیں ہوتا خواہ خشک ہی کیوں نہ ہوں سوائے منی کے -

اگر موزہ میں پیشاب لگ کر خشک ہو جائے بغیر دہونے کے پاک نہیں ہوتا -

اگر کپڑے میں حلال پرندوں کی بیخال لگ جاوے کہ جس کا سب سے بڑا چھینٹا درہم کی برابر ہی تو اوس کپڑے سے نماز جائز ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں - اگر کپڑے میں حلال پرند کا پیشاب لگ جاوے اور ظاہر نہ ہووے نماز اوس کپڑے سے پڑھنا جائز ہی - اور محمد صاحب کے نزدیک نماز ہر صورت میں جائز ہی - خواہ وہ

درہم زیادہ ہو ظاہری کیوں نہ ہو اگر کپڑے کو گدھے یا خچر کی ایک درہم سے زاید رال لگ جائے تو نماز اوس کپڑے سے پڑھنا جائز ہے۔

۱۱ اگر کپڑے میں پیشاب کے چھوٹے چھوٹے چھینٹے بقدر سوئی کی نوک کے متعدد جگہ پڑ جاویں اون پر کچھ لحاظ نہ کرنا چاہیے یہ معاف ہیں یعنی ایسے کپڑے سے نماز جائز ہی۔

اذان کے بیان میں

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کیا ہی کہ موذن کے لیے یہ افضل ہی کہ آذان کہتے وقت اپنے دونوں کانوں میں دو انگلیاں کر لیا کرے اگر نہ کرے تو بھی جائز ہی۔ اور شہادتین کہتے وقت یعنی (اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ) منہ اپنا قبلہ کی طرف رکھے۔ حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح۔ کہتے وقت منہ اپنا دائیں بائیں پھیرے اور اگر مینارے میں ہی چاروں طرف چکر کھاوے تو بھی اچھا ہے تثویب یعنی (الصلوۃ خیر من النوم) بعد حی علی الفلاح) دو مرتبہ درمیان اذان اور اقامت یعنی تکبیر نماز فجر کہنا اچھا ہی۔ مگر باقی نمازوں میں مکروہ ہی امام یوسف صاحب نے فرمایا ہی کہ میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ موذن کہے اسلام علیک ایہا الامیر و رحمۃ اللہ و برکاتہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح الصلوۃ یرحمک اللہ

اگر موذن اذان اور اقامت بلا وضو کہے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے جائز ہی اوس کے دہرانے کی ضرورت نہیں اگر ناپاک ہو (یعنی غسل واجب ہو) بہتر ہی کہ دہرائے اور اگر نہ دہرائے تو بھی کافی ہی۔ اور یہ ہی حکم ہی اگر عورت نے اذان اور تکبیر کہی ہی۔

اذان میں حروف یعنی آواز کو کھینچ کر کہنا چاہیے تاکہ دیر تک اوسکی آواز سنائی دیتی رہے اور تکبیر جلدی پڑھے۔ اذان اور تکبیر کے بعد موذن کو چاہیے کہ بیٹھ جاوے۔ مگر مغرب کے وقت یعقوب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو حنیفہ کو دیکھا ہے کہ مغرب کی اذان اور تکبیر فرماتے تھے اور نہیں بیٹھتے تھے اور صاحبین کے نزدیک تھوڑی دیر ضرور بیٹھ جاوے۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں یا سفر میں بلا اذان و تکبیر کے نماز پڑھے مکروہ ہے گو نماز ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھے کہ جہاں لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے ہوں تو بلا اذان اور تکبیر نماز پڑھے

امام کے محراب میں کھڑا ہونیکے بیان میں

محمد نے بلسند مذکور روایت کی ہے کہ اگر امام مسجد میں کھڑا ہے اور محراب میں سجدہ کرے کوئی حرج نہیں۔ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اوس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ نماز ادا کی جاوے (۱) کسی شخص کے بیٹھ پیچھے جو بیٹھا ہوا باتیں کرتا ہو۔ (۲) اس طرح کہ اوس کے سامنے قرآن مجید یا تلوار لٹکی ہوئی ہو (۳) ایسے فرش پر جس میں تصویریں ہوں کہ سجدہ تصویر پر نہ کیا جاوے (۴) اس طرح کہ سجدہ تکیہ کے قریب ہو جس میں تصویریں ہوں اور مکروہ ہے کہ اوس کے سر پر یا چھت پر یا سامنے تصویر ہو یا کوئی صورت یعنی بت لٹکا ہوا ہو اور ان تمام صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ تصویر کا لباس میں ہونا مکروہ ہے فرش میں ہونا نہیں۔ جب تصویر کا سر کٹا ہوا ہو وہ حکم تصویر کا نہیں ہے کی

اگر عورت مرد کے آگے سے گذرے تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی ۔

باب رکوع اور سجدوں کی تکبیروں کے بیان میں

محمدؒ بسند مذکور فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے اور جھکنے کے وقت تکبیر کہے اور کھڑا ہونے کے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور تکبیر کہنے میں اللہ کے الف (ا) اکبر کے (ر) اور اکبر کی (رے) کو نہ کھینچے اور کھڑا ہونے کے وقت رکوع سے سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے اور صاحبین کے نزدیک امام بھی ربنا لک الحمد کہے امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا " آپ کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص فرض نماز میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اللھم اغفرلی کہے ، امام ابو حنیفہؒ صاحب نے جواب دیا کہ ربنا لک الحمد کہے اور خاموش رہے اور اسی طرح درمیان دونوں سجدوں کے خاموش رہے ۔ اگر مقتدی نے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کیا اور امام نے اسکو رکوع یا سجدہ میں پا لیا۔ کافی ہے یعنی نماز امام اور مقتدی کی درست ہوگی ایک شخص نماز میں امام کے ساتھ شامل ہو جبکہ امام رکوع میں ہو اور شخص تکبیر کہکر کچھ توقف کرے یہاں تک کے امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا ہو [illegible] شخص کے لئے رکوع میں شامل ہونا ممکن تھا پس جب امکان کا [illegible] [illegible] یعنی [illegible] بنا پر اسکی رکعت کی شرکت نہ سمجھی جاویگی کسی شخص [illegible] بلا محدث ہوا یعنی ریح خارج ہوئی اور اس نے نماز چھوڑ کر وضو کرنے کے [illegible] سے نماز چھوڑ دی تھی پھر پڑھنا شروع

کیا۔ ایسی صورت میں وہ رکعت جس میں وضو ٹوٹا ہی شمار میں نہ آویگی۔

کسی شخص کو رکوع یا سجدہ میں یاد آیا کہ گذشتہ رکعت کا ایک سجدہ نہیں کیا تھا رکوع سے جھک کر سجدہ میں چلا گیا یا سجدہ سے اٹھکر اوس سجدہ کو ادا کیا ایسی صورت میں مناسب ہی کہ نماز دھرلئے۔ اگر نہ دھرائے تو بھی کافی ہی۔

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہی کہ ایک شخص نے نماز ظہر شروع کر کے ایک رکعت پڑھی اوس کے بعد تکبیر جماعت پڑھی گئی یعنی نماز جماعت سے شروع ہوئی ایسی صورت میں مناسب ہی کہ ایک رکعت اور پڑھکر ختم کرے اور جماعت میں شریک ہو جاوے۔ یہ دو رکعتیں نفل میں شمار ہونگی۔ اور جماعت کی تکبیر ہونے سے پہلی وہ تین رکعت پڑھ چکا ہی ایک رکعت اور پڑھکر ختم کرے اور چہار رکعت فرض نماز ظہر ختم کرے اور جماعت میں شریک ہو جاوے۔ یہ چہار رکعت نفل ہوں گے اگر نماز فجر کی ایک رکعت شروع ہو جاوے تو ایسی صورت میں نماز توڑکر جماعت میں ملجاوے

مسئلہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور اذان ہو چکی تھی یا اوس کے سامنے ہوئی تو ایسی صورت میں اس شخص کا بغیر جماعت سے نماز پڑھے جانا مکروہ ہی۔ اگر اوس شخص نے نماز اوس وقت کی پڑھ لی ہی اور وہ وقت ظہر یا عشا کا ہی اوس کا مسجد سے قبل تکبیر چلے جانے سے کچھ حرج نہیں۔ لیکن تکبیر شروع ہو جانے پر امام کے ساتھ نفل پڑھے بغیر نہ جاوے۔ اگر نماز فجر عصر یا مغرب ہی تو تکبیر ہونے پر نماز میں نہ شریک ہو بلکہ چلا جائے نماز نفل نہ پڑھے۔

مسئلہ ایک شخص نماز فجر میں جماعت ہوتے ہوئے پہنچا سنت فجر اوس نے نہیں پڑھی اگر ایک رکعت کے جاتے رہنے کا خوف ہی تو سنت چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جاوے اور نزدیک امام ابو یوسف کے ان سنتوں کی قضا اوس پر واجب نہیں لیکن نزدیک محمدؒ کے جب آفتاب بلند ہو قضا اوسکی پڑھے ۔

مسئلہ ایک شخص نے نماز ظہر سے صرف ایک رکعت پائی اور تین رکعت نہ پائیں پس اوسکی نماز ظہر جماعت سے ادا نہ ہوئی لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جماعت کی فضیلت اوس نے ضرور حاصل کی ۔

مسئلہ ایک شخص مسجد میں پہنچا معلوم ہوا کہ جماعت ہو چکی ہے پس کوئی حرج نہیں کہ قبل فرض کے نوافل پڑھے اگر وقت میں گنجائش ہی تو ۔ واللہ اعلم ۔

مسئلہ محمد نے بسند مذکور روایت کی ہی کہ ایک شخص نے حالت نماز میں آہ کی یا رو دیا یا آواز زور سے نکلی ۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر جنت کے ذکر یا دوزخ کے ذکر سے رو یا ہی یا آہ نکالی ہی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر درد یا مصیبت کی وجہ سے آہ نکالی یا رو یا ہی تو نماز ٹوٹ جاویگی ۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے نماز میں کھنکار اور اوس سے حروف پیدا ہوئے تو معاف ہی اور اگر بغیر عذر کھنکارا تو نزدیک طرفین کے نماز ٹوٹ جاتی ہے ۔

مسئلہ ایک شخص کو چھینک آئی اور اوس پر ایک نمازی نے یرحمک اللہ کہا یا قاری قرآن پڑھنے سے بند ہو گیا اور ایک نمازی نے اوسکو لقمہ دیا یعنی

ایسی صورتیں یا نمازی نے کسی کو لا الہ الا اللہ جواب میں کہا پس یہ سب کلام ہے
اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر نمازی نے اپنے امام کو لقمہ دیا ہے۔ تو نزدیک
محمدؒ کے یہ کلام نہ ہوگا۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ اگر جواب میں لا الہ الا اللہ
کہا ہے تو یہ کلام نہ ہوگا۔

فائدہ۔ چاہیے کہ نمازی دعا کرے اون چیزوں سے جو کلام مجید میں ہیں اور
اوس چیز سے جو دعا کے مشابہ ہے اور لوگوں کے کلام سے مشابہت نہیں رکھتا
امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ امام جب ایسی آئیں پڑھے کہ جنت کی ترغیبات
اور دوزخ کا ڈر ہو تو مقتدی سنیں اور خاموش رہیں اور اسی طرح خطبہ سنیں اور
خاموش رہیں اور اسی طرح کوئی شخص رسول اللہ صلعم پر درود پڑھے سنیں
اور خاموش رہیں۔

مسئلہ ایک شخص نے نماز فجر امام کے پیچھے پڑھی جو دعا قنوت پڑھتا تھا
طرفین کے نزدیک مقتدی خاموشی سے سنیں۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
مقتدی بھی امام کے پیچھے پیچھے دعاء قنوت پڑھے۔

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی اوس شخص کی بابت کہ جس نے تکبیر تحریمہ فارسی میں
پڑھی یا قرأت نماز فارسی میں پڑھی یا ذبح کرنے وقت بسم اللہ اللہ اکبر فارسی میں کہا
اور وہ عربی خوب جانتا ہے تو نزدیک امام ابو حنیفہؒ تمام صورتوں میں ایسا کرنا
کفایت کرتا ہے لیکن نزدیک صاحبین کے اگر وہ شخص عربی خوب جانتا ہے تو کافی نہیں

مسئلہ اگر ایک شخص نے بجائے تحریمہ کے لا الہ الا اللہ کہا یا اس کے علاوہ
خدائے تعالےٰ کے ناموں میں سے کوئی نام لیکر شروع کرے (نماز) تو یہ کافی ہے
اور اگر اللھم اغفرلی کہکر شروع کرے تو نزدیک طرفین کے کفایت کرتا ہی لیکن امام
یوسفؒ کے نزدیک اگر شخص عربی خوب جانتا ہی تو بجز اللہ اکبر یا اللہ الکبیر کہنے
کے جائز نہ ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے نماز ظہر کی نیت باندھکر ایک رکعت پڑھی اُس کے بعد
نماز عصر یا نماز نفل کی نیت کری تو نماز اُس کی نماز عصر ہوگئی اور اگر دوبارہ نماز
ظہر کی نیت کرلی تو نماز اوس کی نماز ظہر ہوجاویگی اور پہلے رکعت کی نیت کافی ہے
محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہی کہ سفر کی حالت میں قرئت نمازوں میں برابر ہے
الحمد اور جو صورت اوس کے ساتھ چاہے پڑھے اور قیام کی حالت میں نماز فجر میں
علاوہ الحمد کے ۴۰ سے ۵۰ آیت تک قرأت پڑھے ظہر میں بھی اتنی ہی اور نماز عصر
اور عشاء میں نماز ظہر سے کم پڑھنے میں برابر ہیں۔ نماز مغرب میں عصر سے بھی کم پڑھے
نماز فجر میں رکعت اول کو دوسرے سے طول دے ظہر کی دونوں رکعت کو قرأت
میں برابر کرے۔ لیکن نزدیک امام محمدؒ کے ہر نمازیں اولی کو رکعت ثانی سے
طول دے کرے۔

مسئلہ ایک شخص نے عشاء کی اول کی دونوں رکعتوں میں صورت تو
پڑھی مگر الحمد نہیں پڑھی تو وہ آخر کی دو رکعتوں میں الحمد و صورت پڑھے۔

مسئلہ اگر عشاء کی دونوں رکعت اولٰی میں الحمد پڑہی مگر سورت نہیں پڑہی تو وہ آخر کی دونوں رکعتوں میں الحمد مع سورت کے پڑھے اور جہر کے ساتھ پڑھے

مسئلہ ایک شخص کی عشاء کی نماز قضا ہوگئی پس اوسکو بعد طلوع آفتاب پڑھتا ہی اگر امام ہی قرائت جہر سے پڑھے اور اگر تنہا ہی آہستہ پڑھے اگر امام قران شریف دیکھکر پڑھے نماز فاسد ہوگی صاحبین کے نزدیک نماز پوری ہوگئی مگر مکروہ۔ نمازی کے لیے کلام مجید میں کوئی چیز مقرر کرلینا مکروہ ہی۔

اگر امام جاہل ہی اور مقتدی بعض جاہل اور بعض قاری ہیں تو سب کی نماز فاسد ہوگئی اور امام یوسف کے نزدیک امام اور جاہل مقتدیوں کی نماز پوری اور جائز ہوگی۔ امام نے اول کی دونوں رکعتوں میں قرائت پڑھی اور آخر کی دونوں رکعتوں میں جاہل کو خلیفہ کرکے امام بنا دیا تو سب کی نماز فاسد ہوجایگی اگرچہ التحیات ہی میں امام کیوں نہ بنایا ہو اور یہ ہی قول صاحبین کا ہی سوائے اس کے کہ اگر بعد تشہد التحیات ختم کرنے کے امام بنایا تو نماز درست ہوگی

اگر امام قرائت پڑھنے سے رک گیا اور دوسرے کو امام کردیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک سب کی نماز ہوجاویگی اور صاحبین کے نزدیک درست نہ ہوگی۔

ایک شخص نے چار رکعت نماز نفل پڑھی اور ان میں قران مجید سے نہیں پڑھا تو وہ دو رکعت کو دھرائے اور اگر دو رکعت اخیر یا دو رکعت اول میں نہیں

پڑھا ہی تو صرف انہیں دو رکعت کو دھراوے - اور اگر دوسری اور چوتھی رکعت
میں نہ پڑھا تو چاروں رکعت کو دھراوے اور یہ ہی قول امام محمدؒ کا ہی مگر صرف
فرق اتنا ہی کہ اگر دوسری اور چوتھی رکعت میں کچھ نہیں پڑھا تو صرف دو رکعت ہی
دھراوے اور نزدیک امام یوسفؒ کے چاروں کو دھراوے اگرچہ چاروں رکعت
میں قرأت نہ پڑھی ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تفسیر
میں کہ (لا یصلی بعد صلوٰۃ مثلها) یعنی نہ نماز پڑھے بعد نماز کے اوس جیسی
نماز) کہا ہی کہ مراد اس مماثلت سے یہ ہی کہ دو رکعت بقرات کے بعد دو رکعت کو بغیر قرات پڑھے
محمدؒ نے بسند نہ کو روایت کی ہی کہ نماز میں آیات اور تسبیح کا شمار کرنا
مکروہ ہی ایک آدمی کو شک نماز میں اوس کا وضو ٹوٹا یعنی وہ مسجد سے
باہر آیا اور معلوم ہوا کہ اوس کا وضو نہیں ٹوٹا پس اوسکو چاہیئے کہ از سر نو
نماز شروع کرے اور اگر مسجد سے باہر نہیں گیا ہی تو باقیماندہ
نماز ختم کرلے -

ایک شخص نے نماز نفل سواری پر شروع کی اور ایک رکعت پڑھی اوس
کے بعد سواری سے اتر گیا تو پہلی ہی نماز پر نماز پوری کرے اور اگر ایک رکعت
نفل پڑھکر سوار ہو تو از سر نو شروع کرے - ایک شخص نے ایک رکعت
نماز جماعت سے ادا کی بعد اُس کے ایک شخص اور آکر شریک نماز ہوا
اور امام کا وضو ٹوٹ گیا اور امام نے اوس شخص کو جو ایک رکعت بعد

آیا تھا خلیفہ بنا کر امام کر دیا پس اوس خلیفہ نے نماز امام کی
پوری کر کے قہقہہ لگایا یا ہنسا یا قصداً وضو توڑا یا بات کی یا مسجد سے باہر چلا
گیا تو نماز اوس خلیفہ کی فاسد ہوگی اور مقتدیوں کی نماز پوری ہوگی
اور اگر امام کا وضو نہیں ٹوٹا بعد التحیات کے بیٹھا اوس کے بعد قہقہہ لگایا یا
قصداً وضو توڑا تو نماز اوسکی کہ جس نے پہلی رکعت نہیں پائی ہی فاسد
ہو جاویگی اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہوگی اور اگر امام نے
بات کی یا مسجد سے باہر گیا نماز فاسد نہیں ہوگی اس میں امام ابو حنیفہ
اور صاحبین کا اتفاق ہی -

محمدؒ نے بسند مذکور سے روایت کیا ہی کہ اگر کوئی شخص امام کے پیچھے آیت
سجدہ پڑھے سجدہ اوس پر لازم نہیں ہوتا ہی اور نہ امام پر نہ مقتدی پر نہ نماز
میں نہ نماز سے فارغ ہوکر اور نزدیک امام محمدؒ کے یہ ہی کہ جو کوئی سنے بعد
فارغ ہونے کے نماز سے سجدہ کرے اور اگر آیت سجدہ ایسے شخص سے
نماز میں شامل نہیں ہی امام اور مقتدی سنیں تو چاہیے کہ نماز سے فارغ
ہونے کے بعد سجدہ کریں اور اگر نماز میں اوس نے سجدہ کر لیا تو یہ کافی نہیں ہی
اور اس سجدہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی نماز کے بعد دوبارہ سجدہ
کرے اور اگر آیت سجدہ امام نے پڑھی ہی اور ایسے شخص نے سنی جو نماز
میں مشغول نہیں اور بعد اوس کے کہ امام نے سجدہ کیا نماز میں شریک

سلام پھیرے۔ ایک شخص نے دو رکعت نماز نفل پڑہی اور اوس میں سہوا اوس کے بعد سجدہ سہو کیا اور پھر ارادہ کیا کہ دو رکعت اور پڑھے پس ان دو رکعتوں کو پہلی دو رکعتوں سے نہ ملاوے بلکہ نئے سر سے شروع کرے۔ ایک شخص نے نماز میں سلام پھیر لیا (یعنی ختم کرلی) اور اوس پر سجدہ سہو لازم ہے سلام پھیرے بعد ایک دوسرا شخص نماز میں اوس کے ساتھ شامل ہوا (مقتدی ہوا) پس اگر امام نے سجدہ سہو کیا تو یہ شخص اوس کا مقتدی ہوا ورنہ نہیں۔ اور محمد کے نزدیک خواہ امام سجدہ کرے یا نہ کرے یہ مقتدی ہوا۔ ایک شخص نے نماز ختم کرنے کے ارادہ سے سلام پھیرا اور اوسکو سجدہ سہو کرنا تھا پس اوسکو چاہیے کہ سجدہ سہو آخر میں ادا کرے اور سلام پھیرتے وقت نیت یہ نہ ہونی چاہیے کہ داہنی طرف جسقدر مرد عورت اور ملائکہ محافظین ہیں سب پر سلام پہنچے اسی طرح بائیں طرف کی اور مقتدی اپنے سلام میں جس طرف امام ہو اوس کی بھی نیت کرے۔ محمد نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ اگر ایک شخص کی ایک رات دن کی نماز یا اس سے کم کی نماز قضا ہوگئی اور قضا پڑھنے سے پہلے اس نے وقتی نماز پڑھنی شروع کردی تو اوسکی وقتی نماز جائز نہ ہوگی اور اگر قضا ایک رات دن سے زاید ہے تو وقتی نماز شروع کرنا جائز ہوگا۔ ایک شخص نے عصر کی نماز شروع کی اور اوس کو یاد ہے کہ نماز ظہر نہیں پڑھی ہے یا عصر کی نماز شروع کی اور یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی ہے پس اوس کی نماز فاسد ہوگی اگر وقت میں گنجایش ہو اور اگر وقت

آخر ہو تو نماز جائز ہو گی اور صاحبین کے نزدیک نماز وتر چھوٹ جانے سے
نماز فجر فاسد نہیں ہو گی ۔ محمدؒ نے بسند مذکور روایت کیا ہی کہ جو شخص بیٹھا ہوا
اشاروں سے نماز پڑھ رہا ہی وہ ایسے آدمیوں کا امام نہیں ہو سکتا جو کھڑے
ہوئے نماز پڑھتے ہوں اور رکوع اور سجدہ کرتے ہوں ایسے لوگوں کا امام بھی
نہیں ہو سکتا جو بیٹھکر نماز پڑھتے ہوں مگر رکوع وسجدہ کرتے ہوں ۔ مگر ایسے
لوگوں کی امامت کر سکتا ہی جو مثل اوس کے اشاروں سے نماز پڑھتے ہوں
ایک شخص نے نماز نفل کھڑے ہو کر شروع کی اوس کے بعد تھک گیا امام ابو
حنیفہؒ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں اگر وہ لاٹھی پر یا دیوار سے سہارا
لیوے اوس کا بیٹھکر پڑھنا ہی جائز ہی مگر صاحبین کے نزدیک بلا عذر مکروہ ہے
پس اگر بیماری کا عذر نہو تو جائز نہیں ہی ۔ اگر کوئی شخص کشتی میں بلا عذر بھی بیٹھکر
پڑھے جائز ہی لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہی اور صاحبین کے نزدیک بیٹھکر پڑھنا
جائز نہیں مگر عذر کے ساتھ ۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ مریض کا منہ نماز پڑھتے
وقت قبلہ کی طرف کریں جیسے کہ قبر میں رکھتے وقت . . واللہ اعلم ۔
محمدؒ نے بسند مذکور روایت کیا کہ ایک شخص کوفہ سے مدائن کو روانہ ہوا نماز
قصر کرے اور روزہ قضا کرے ایسے سفر میں جسکی مسافت اونٹ کی یا پیادہ رفتار
سے تین رات دن میں طے ہوتی ہو نماز قصر کرنی چاہیے ۔ ایک جماعت نے
دار الحرب میں کسی شہر کا محاصرہ کیا یا دار الاسلام میں شہر سے باہر کا محاصرہ

کیا یا دریا میں محاصرہ کیا اور وہاں ۱۵ دن ٹھیرنے کی نیت کی پس ادن کو چاہیے کہ نماز قصر کریں اور روزہ افطار کریں اور ٹھیرنے کی نیت کا کچھ اعتبار نہیں ہی - محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہی کہ ایک شخص اندھیری رات میں جماعت کا امام ہوا اور سمت قبلہ کا قیاس کر کے امام تو مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں میں سے اسی طرح قیاس کر کے کوئی مغرب کی طرف کوئی قبلہ کی طرف اور کوئی امام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے اور سب کے سب امام کی پیروی کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ امام کیا کر رہا ہی سب کی نماز ہو جاویگی ایک شخص نماز پڑھتا تھا اور اوس نے عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کی تھی اور ایک عورت شامل ہو کر امام کے برابر کھڑی ہو گئی امام کی نماز فاسد نہیں ہو گی البتہ عورت کی نماز جائز نہ ہو گی - ایک شخص صرف ایک مقتدی کا امام ہوا اور امام کا وضو ٹوٹ گیا پس وہی مقتدی امام کا خلیفہ ہو گا خواہ امام نے مقتدی کی نیت کی ہو یا نہیں - رات کے وقت اختیار ہے کہ نفل پڑھنے میں ایک تکبیر سے خواہ دو رکعت پڑھے خواہ چار خواہ چھ اور امام محمدؒ نے کتاب الاصل میں تو آٹھ تک کی اجازت دی ہی لیکن دن کے وقت ایک تکبیر سے یا دو رکعت پڑھنا جائز ہی یا چار اس سے زائد مکروہ ہی - اگرچہ نماز ہو جاویگی - نزدیک صاحبین کے رات کی نماز دو دو رکعت پڑھے -

اور دونوں کان سر کے مسح میں داخل ہیں اونکا مسح کرے اگلے حصہ کا اور پچھلے

حصہ کا سر کے ساتھ سر کے مسح کے بچے ہوئے پانی سے۔ محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ امام نے مقتدیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز شروع کی اور رکوع اور سجدہ سے پہلے مقتدی بھاگ گئے صرف عورتیں اور لڑکے رہ گئے تو امام کو چاہیے کہ بجائے جمعہ کے اس نماز کو ظہر کر دے یعنی بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھے اور صاحبین کے نزدیک نماز جمعہ ہی کی پڑھے اگر نماز شروع کرنے کے بعد مقتدی بھاگ گئے ہوں۔ اگر بعد رکوع اور سجدہ کے مقتدی بھاگے ہوں یا صرف مسافر اور غلام باقی رہے ہوں یا مرد اور زن میں سے صرف تین مقتدی باقی رہے ہوں اور یہ سب سے کم مقدار ہے تو امام جمعہ ہی پڑھے۔ امام نے غلام یا مسافر کو حکم دیا کہ خطبہ پڑھے اور نماز بھی پڑھاوے تو اوسکی امامت جائز ہوگی۔ ایک شخص نے نماز ظہر کی جمعہ کے دن پڑھی اور اوس کے بعد نماز جمعہ کے ارادہ سے روانہ ہوا تو اوس کی ظہر کی نماز فاسد ہو جاویگی اور نزدیک صاحبین کے اوس وقت تک فاسد نہیں ہوگی جبتک کہ وہ نماز جمعہ میں شامل نہ ہو جاوے۔ اور جمعہ کے دن نماز ظہر کی جماعت سے پڑھنا سوائے قیدخانہ کے یا اور ایسی مجبوری کی جگہ مکروہ ہے۔ اور اگر جماعت پڑھالیں تو بھی کافی ہے۔ جمعہ کے دن مقام میں اگر امام امیر حجاز یا سلطان مسافر ہو تو بھی نماز جمعہ پڑھی اور اگر امام سوائے امیر حجاز یا سلطان کے کوئی غیر ہو اور مسافر ہو تو اوس جگہ جمعہ جائز نہیں ہے جمعہ کے دن امام نے

خطبہ بقدر ایک تسبیح کے پڑھا نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے جائز ہے اور کفایت کرتا ہے اور نزدیک صاحبین کے کفایت نہیں کرتا اور عبارت طولانی کہ خطبہ کہا جا سکے خطبہ ہونے کے لیے لازمی ہے۔

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ دو عید ہوتی ہیں کہ ایک دن میں جمع ہوتی ہیں (یعنی عید و جمعہ) اُن میں سے اول تو سنت اور دوسرا فرض ہے اُن میں سے ایک بھی ترک نہیں ہو سکتی۔ عیدین اور جمعہ کی نماز میں قرأت پکار کر پڑھے اور عرفہ کے روز نماز ظہر اور عصر میں پکار کر نہ پڑھے اور اگر امام نماز ظہر اور عصر مقام عرفات میں بغیر خطبہ کے پڑھے تو بھی کفایت کرتی ہے ایک شخص نے جو احرام باندھے ہوئے ہے نماز ظہر کی عرفہ کے روز اپنے گھر میں پڑھی اور نماز عصر میں امام کے ہمراہ جماعت میں شامل ہوا اوس کی عصر کی نماز جائز نہ ہوگی اور نزدیک صاحبین کے جائز ہوگی۔

اور تکبیر تشریق یوم عرفہ کی صبح سے آخر یوم قربانی کے عصر تک یعنی ۱۲ تاریخ کی عصر تک واجب ہے۔ تکبیر تشریق یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد ایک مرتبہ اور تکبیر تشریق ہر مقیم پر بعد جماعت نماز فرض واجب ہو جاتی ہے۔ اور عورتوں کی جماعت میں کہ جس میں مرد شامل نہ ہو تکبیر واجب نہیں ہے، اور صاحبین کے نزدیک تکبیر تشریق ہر اوس شخص پر خواہ مرد ہو یا عورت کہ جو نماز پڑھے یوم عرفہ کی صبح سے ۱۲ تاریخ کی عصر تک واجب ہے۔ اور یعقوب نے

کہا نے کہ ایک جماعت کی نماز مغرب کی میں نے امامت کی اور نماز کے بعد تکبیر تشریق بھول گیا اور کھڑا ہو گیا پس امام ابو حنیفہؒ نے تکبیر پڑھی اور امام صاحب نے فرمایا ہے کہ عرفہ کے روز لوگ جو عرفات کی اکٹھے ہوتے ہیں یہ فضول ہے واللہ اعلم

باب جنازہ اٹھانے اور اوسکی نماز پڑھنے کے بیان میں

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ جنازہ کی نماز میں امام جنازہ کے مقابل کھڑا ہو خواہ جنازہ مرد کا ہو یا عورت کا۔ ایک گروہ نے نماز جنازہ سواری پر پڑھی قیاس چاہتا ہے کہ نماز جائز ہے و استحساناً نہیں نماز جنازہ کی اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک لڑکا دار الحرب سے گرفتار ہو کر آیا اور اوس کے ساتھ اوسکی ماں یا اوس کا باپ بھی ہے اور وہ لڑکا مر گیا تا وقتیکہ وہ لڑکا عاقل بالغ نہ ہوا اور اسلام کا اقرار نہ کیا اوسکی نماز جنازہ نہ ہوگی اور اگر اوسکے ساتھ اوس کے والدین میں سے کوئی بھی نہیں ہے نماز جنازہ پڑھی جاویگی عورت کو کم از کم تین کپڑے کفن میں دینے چاہیے۔ عہ قمیص عہ ازار عہ لفافہ داوڑھنی ٤ ے عہ قمیص ــــــ اور عہ ازار عہ لفافہ۔ جب جنازہ کو اٹھاویں تو سب سے پہلے داھنے کا سرہانا پھر پائینتی پھر اسطرح بائیں کی سرہانا اور پھر بائیں کی طرف سے اٹھاویں۔ اور امام محمدؒ نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا کہ اسطرح جنازہ کو اٹھاتے تھے۔ اور مکروہ ہے یہ کہ جنازہ کے اگلے یا پچھلے حصہ کو گردن کی جڑ یا سینہ پر رکھے۔ اور

عورت کی قبر کو کپڑے سے ڈھکیں جبتک کچی اینٹ لحد کے منہ پر نہ رکھیں اور مرد کی قبر کو نہ ڈھانکیں اور قبر پر پختہ اینٹ رکھنا مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ کچی اینٹ رکھیں یا نرسل وغیرہ۔ ایک کافر مرا کہ جسکا ولی مسلم ہی پس ولی مسلم کو چاہیے کہ اوسکو غسل دے اور اوسکے ہمراہ جاکر اوسکو دفن کرے۔

کتاب النکاح

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کیا ہی کہ زن باکرہ کو اوسکی ولی نے کہا کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتا ہوں اور عورت خاموش رہی اور ولی نے اوسکا نکاح اوس مرد سے کردیا اوسکے بعد عورت نے کہا میں اس مرد سے راضی نہیں ہوں یہ نکاح جائز ہوگا اور اگر نکاح میں غیر ولی یا ولی بعید کے موجودگی میں ایسا واقع ہو دراں حالیکہ دوسرا ولی قریب اس سے ہی تو عورت کی اجازت نہیں سمجھی جاویگی تا وقتیکہ وہ اپنی زباں سے نہ کہے ایک شخص نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے بھتیجے کے ساتھ کیا جب وہ دونو کمسن و نا بالغ تھے تو یہ نکاح جائز ہوگا اور بالغ ہونیکے بعد دونوں کو چھوڑنے کا اختیار ہی بخلاف امام یوسفؒ کے کہ جب عورت کو نکاح کا علم نہ ہوا اور وہ سکوت کرے اسی پر عورت کی اجازت ہے اور اگر عورت کو نکاح کا علم نہ ہو تو اوسکو تا وقتیکہ نکاح کا علم ہو نکاح توڑنیکا حق حاصل ہی اور اس طرح لڑکے کو بھی نکاح توڑنیکا حق حاصل ہی جب وہ بالغ ہو

تا وقتیکہ یہ نہ کہے کہ راضی ہوں یا اوسکے کسی فعل سے یہ ثابت ہو کہ وہ راضی ہے
اور یہی حکم اوس لونڈی کے بارہ میں ہی جب کے اوسکا شوہر بلوغ سے پہلے
اوس پر داخل ہو۔ اگر میاں بیوی میں سے کوئی بھی قبل بلوغ کے مر جاوے
تو دوسرا اوس کا وارث ہوگا اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کا اپنے بھتیجے سے اوس لڑکی
کی نابالغی کے زمانہ میں نکاح کر دے تو عورت کو بعد بلوغ نکاح توڑنیکا حق حاصل
نہ ہوگا۔ مگر مرد کو اختیار ہوگا۔ اور امام محمد یوسف کے نزدیک مرد کو بھی
اختیار نکاح توڑنے کا نہ ہوگا۔ تا وقتیکہ قاضی نکاح توڑنے کا حکم نہ دے۔
ایک شخص نے اپنی کمسن لڑکی کا نکاح بعوض دو درہم کے کرایا حالانکہ اس طرح کی عورت
کا مہر ہزار درہم ہوتا ہی یا اپنے کمسن لڑکے کا ایک لاکھ درہم کا نکاح قبول کیا اور
مہر اس جیسی عورت کا دس ہزار درہم ہوتا ہی نکاح جائز ہی۔ اور صاحبین کے
نزدیک جائز نہیں ہی کہ اپنی لڑکی کا مہر کم کرے اور نہ یہ کہ اپنے لڑکے پر زیادہ مہر کا
بوجھ ڈالے مگر اتنا نقصان کہ معمولاً ہو جایا کرتا ہو۔ ایک شخص نے حکم کیا کسی
دوسرے شخص کو کہ اوسکی کمسن لڑکی کا نکاح کر دے پس اوس نے نکاح پڑھا دیا اور
باپ بھی حاضر ہی پس ایسی صورت میں نکاح پڑھنے والے کی شہادت جائز ہی
اور اگر باپ موجود نہ ہو تو اوسکی شہادت جائز نہ ہوگی۔ ایک نصرانی نے اپنی مسلم
لڑکی کا نکاح پڑھایا یہ جائز نہیں ہی۔ ایک شخص نے اپنی کمسن لڑکی کا ایک غلام کے
ساتھ نکاح پڑھایا یا اپنے کمسن لڑکے کا ایک لونڈی کے ساتھ نکاح پڑھایا جائز ہے

واللہ اعلم ۔ محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہی۔ کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا
کہ قریش آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور عرب آپس میں ایک دوسرے
کے کفو ہیں اور جس کسی کے والی باپ یا زیادہ اسلام میں ہوں وہ باہم ایک
دوسرے کے کفو ہیں یعنی ایک دوسرے سے شادی کر سکتے ہیں ۔ اور اگر مہر
دینے اور نان نفقہ دینے پر قدرت نہ رکھتا ہو کسی وجہ سے کفو تصور کیا جا سکتا ہی
واللہ اعلم ۔

اس باب میں کہ مرد بغیر وکیل عورت سے نکاح کر سکتا ہی اور یہ کہ وکیل نکاح کے واسطے کیسا ہو

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہی کہ ایک شخص نے مجمع مرداں میں کہا کہ تم
گواہ رہو کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا اور یہ خبر اوس عورت تک پہنچی
اوس نے اجازت دی تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہی کہ یہ نکاح باطل ہوگا۔ اور
اگر دوسرے شخص نے اوسی مجمع میں جب کہا کہ تم گواہ رہو کہ میں نے فلاں عورت
سے نکاح کیا اور یہ خبر اس عورت کو پہنچی اور اُس نے اجازت دی یہ دوسرا نکاح جائز
ہوگا ۔ اور یہی حکم ہی اگر عورت کہے کہ میں نے فلاں شخص سے جو حاضر نہ ہو نکاح
کیا اور اوس شخص غائب کو اوسکی خبر ہوئی اور اوس نے منظور کر لیا یہ نکاح بھی باطل
ہوگا اور نزدیک امام ابو یوسفؒ کے یہ نکاح جائز ہوگا ۔ اسیطرح اگر عورت نے
ولی سے اوسکا نکاح کیا اور عورت کو خبر ہوئی اور اوس نے قبول کیا نکاح جائز ہوگا

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ اوسکا نکاح کسی عورت سے پڑھا دے اوس شخص نے اوسکا نکاح دو عورتوں سے ایک ہی عقد میں پڑھا دیا ان دو عورتوں میں سے ایک اوس پر لازم نہیں ہوگی اسلیے کہ اُسنے ایک کے لیے کہا تھا۔

ایک شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ اوسکا نکاح کسی عورت سے پڑھا دے اور اُس دوسرے شخص نے اوسکا نکاح ایک لونڈی سے کہ غیر کی ملک ہے پڑھا دیا یہ نکاح جائز ہوگا اور نزدیک صاحبین کے غیر کفو میں جائز نہ ہوگا واللہ اعلم

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی کہ نکاح اس عورت کا کہ جسکو زنا کا حمل ہو نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے جائز ہوتا ہے۔ اور وضع حمل تک وطی نہ کرے اور اگر حمل معلوم ہو کہ فلاں شخص سے ہے تو نکاح باطل ہوگا اور نزدیک امام یوسفؒ کے دونوں صورتوں میں نکاح فاسد ہوگا۔ ایک شخص نے ایک عورت حاملہ سے جو دار الحرب سے گرفتار ہو کر آئی ہو نکاح کیا یہ نکاح فاسد ہوگا۔ ایک شخص نے دو بہنوں سے دو عقدوں سے نکاح کیا اور یہ نہیں جانتا کہ کس سے اول کیا پس اس خاوند اور دونوں بہنوں میں جدائی کردینی چاہیے یعنی یہ نکاح باطل ہوں گے پس ان دونوں بہنوں کے لیے نصف مہر لازم ہوگا۔ ایک شخص کے نکاح میں حرہ (آزاد شریف) عورت تھی اوسکو طلاق دیکر ایام عدت میں لونڈی سے نکاح کیا نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے یہ نکاح جائز نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگا۔ ایک شخص نے ایک عورت سے دو گواہوں کی موجودگی میں دس دن

مرادیہ ہے شخص نے اپنی خادمہ سے ... حمل ہوا

کیلئے نکاح کیا یہ نکاح باطل ہے (مطاع ہے) ایک شخص نے ایک کمسن اور ایک بالغ عورت سے نکاح کیے اور بالغ عورت نے اوس کمسن کو دودھ پلایا اور جا دودھ اوس دودھ پلائی سن رسیدہ عورت سے ہمبستری نہیں کی ہے اور یہ عورت جانتی ہے کہ وہ کمسن لڑکی اُسکی منکوحہ ہے پس اس صورت میں شوہر پر اوس کمسن عورت کا نصف مہر واجب ہوگا۔ اور اگر سن رسیدہ عورت نے فساد کی نیت سے دودھ نہ پلایا ہو اوسکی طرف رجوع کرنا لازم نہیں آتا اور سن رسیدہ عورت کیلیے دونوں صورتوں میں کچھ بھی مہر نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے ایک عورت پر اپنی بیوی ہونیکا دعوی کیا اور گواہ بہم پہنچائے اور قاضی نے اوس عورت کو اسکی بیوی قرار دیدیا حالانکہ حقیقت میں وہ اُسکی بیوی نہ تھی جائز ہے کہ عورت اوس شخص کے ساتھ ہے اور عورت اوس شخص کو اجازت دے کہ وہ اوسکے ساتھ ہمبستری کرے۔

ایک لڑکا ابھی بالغ نہیں ہوا ہے لیکن چونکہ اوسکے اور ہمنشین مجامعت کرتے ہیں اس لڑکے نے بھی اپنی بیوی سے ہمبستری کی بیوی پر غسل واجب ہو جاویگا۔

اور ایسا لڑکا حلال کرتا ہے۔ عورت کو اوس شوہر کیلیے کہ جس نے تین طلاق دی ہوں۔ ایک شخص نے ایک عورت کیساتھ شہوت سے مساس کیا تو ایسے شخص پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جاویگی ایک شخص نے اپنی وطی کی ہوئی لونڈی کی بہن سے نکاح کیا اوسکو چاہیے کہ اوس منکوحہ سے ہمبستری نہ کرے تا وقتیکہ اوس ہمبستری کی ہوئی لونڈی کو اپنے ملک سے خارج نہ کر دے اور اپنی اس لونڈی

سے بھی ہمبستری نکرے اگرچہ اسنے اپنی منکوحہ سے ہنوز ہمبستری نہ کی ہو یعنی ایسی صورت میں اُسپر دونوں بہنیں حرام ہیں - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دروازہ بند کیا پردہ ڈالدیا اوس کے بعد اوس عورت کو طلاق دیدی اور کہا کہ میں نے اوس سے ہمبستری نہیں کی ہے خواہ عورت اوس بیان کی تصدیق کرے یا تردید کرے دونو صورتوں میں اوس عورت کی بہن سے ایام عدت ختم ہونے تک نکاح نہیں کر سکتا - ایک شخص نے ایک عورت کو دیکھا کہ زنا کرتی ہے اور اوس عورت سے اوس نے نکاح کیا اوس شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ اوس عورت سے صحبت کرے مگر استبرا نہ کرے اور یہی حکم ہے اوس لونڈی کیلیے کہ جس کے مالک نے اوس سے صحبت کی ہو اور اوسکے بعد اوس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دیا ہو -

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اوسکے بعد مرد و عورت میں مقدار مہر پر جھگڑا ہوا امام ابوحنیفہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ تعداد مہر مطابق بیان عورت کے ہوگی اور زیادتی کی شکل میں مرد کا بیان معتبر ہوگا - اور اگر عورت کو دخول سے قبل طلاق دی اور اوسکے بعد تعداد مہر میں اختلاف واقع ہوا تو پس طرفین کے نزدیک شوہر کا قول معتبر ہوگا نصف مہر میں اور نزدیک امام یوسفؒ کے قبل طلاق یا اوسکے بعد شوہر کا قول معتبر ہوگا مگر یہ کہ ایسی خسیس چیز بیان کرے کہ عرفاً اوسکا مہر نہیں کرتا - ایک شخص نے

ایک عورت کا مہر دو غلام بتلا کر نکاح کیا ایک ان میں سے حر یعنی آزاد ہے۔ پس نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے عورت کا مہر وہی ایک غلام ہوگا اگر اوسکی قیمت دس درہم کے مساوی ہو اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے ایک غلام اور اوس حر کی قیمت یہ مان کر کہ وہ غلام ہوتا مہر ہوگا اور نزدیک امام محمد کے عورت کا مہر وہ غلام اور اتنا اور مہر جو ایسی صورت میں ہوتا اگر مہر مثل غلام کی قیمت سے زائد ہے۔ اور یہی حکم ہے اگر نکاح کیا بعوض مکان اور خادم حر کے۔ ایک شخص نے نکاح کیا اس شرط پر کہ اگر عورت کے شہر میں رہے تو ایک ہزار درہم مہر اور اگر دوسرے شہر عورت کو لیجاوے تو دو ہزار درہم مہر ہو پس اگر عورت کے شہر میں رہا تو عورت کا مہر ایک ہزار درہم ہوگا اور اگر اوسکو شہر سے باہر لیجاوے تو مہر مثل ہوگا مگر دو ہزار سے زیادہ اور ایک ہزار سے کم نہ ہوگا اور نزدیک امام ابو یوسف رح و محمد رح دونوں شرطیں جائز ہیں ایک شخص نے ایک نکاح کیا بعوض مہر اس غلام کے یا غلام کی قیمت پس اگر مہر مثل عورت کا قلیل القیمت غلام کی قیمت سے کم ہو تو اوس عورت کا مہر وہ غلام قلیل القیمت ہوگا اور اگر مہر مثل ایک غلام کثیر القیمت سے زاید ہو تو عورت کا مہر غلام کثیر القیمت ہوگا اور اگر مہر مثل دونوں قسم کے غلاموں کی قیمت کے درمیان ہو تو مہر عورت مہر مثل ہوگا اور نزدیک صاحبین کے عورت کا مہر ہر حالت میں غلام قلیل القیمت ہوگا اور اگر دخول سے قبل اس عورت کو طلاق دی تو ہر حالت میں عورت کا مہر

نصف غلام قلیل القیمت ہوگا۔ ایک عورت نے اپنے کفو میں مہر مثل سے
کم پر نکاح کیا پس عورت کے ولیونکو اختیار ہے کہ اس مہر کو مہر مثل تک بڑھا دیں
ایک عورت سے ایک شخص نے بغیر مہر نکاح کیا اوسکے بعد ایک غلام کو نامزد
کرکے (بتلاکر) اوس کا مہر قرار دیا یہ جائز ہی اور اگر اس صورت میں دخول سے
قبل طلاق دی تو عورت کے لیے صرف متع ہوگا (کچھ دیدے) ایک عورت
کے پاس شوہر گیا پس اُس عورت کو جائز ہی کہ تاوقتیکہ اپنا مہر نہ لے شوہر کو
پاس نہ آنے دے اور یہ بھی جائز ہی کہ شوہر کے ساتھ سفر جانے سے انکار کردے
اور صاحبین کے نزدیک یہ جائز نہیں ہی کہ عورت شوہر کو ہمبستری سے منع کرے
ایک شخص نے ایک عورت سے بعوض ہزار درہم نکاح کیا اور عورت نے مہر لے لیا
اور عورت نے وہ مہر اپنے خاوند کو ہبہ کردیا اوسکے بعد اوس شخص نے عورت
کو طلاق دی قبل دخول کے تو مرد عورت سے پانسو درہم واپس لے اور اگر
عورت نے پانسو لیے تھے اور ایک ہزار ہبہ کردے اگر طلاق قبل دخول دی
ہے تو اوس صورت میں کسی کو کچھ نہیں دینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مرد
عورت کو اس رقم کا نصف دے جو اُسکو وصول ہوا ہی (یعنی پانسو کا نصف)
اور اگر نکاح کیا ہی عرض پر اور اس تمسک کو عورت نے اپنے قبضہ میں کرکے
اپنے شوہر کو ہبہ کیا ہی اوسکے بعد شوہر نے عورت کو قبل از مباشرت طلاق
دی ہی پس اجماع اوس پر ہی کہ عورت کو کچھ نہیں دینا ہوگا۔ ایک شخص نے ایک

عورت سے نکاح کیا اسی شرط پر کہ وہ شوہر بعوض مہر کے ایک سال تک
اوسکی خدمت کریگا پس اگر شوہر حر ہی تو عورت مہر مثل لینے کی مستحق ہے۔
اگر شوہر غلام ہی تو عورت اُس سے ایک سال خدمت پانیکی مستحق ہے
اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر حر ہی تو عورت کا مہر اوسکی خدمت کی قیمت ہوئی
مرد اور اوسکی بیوی دونو مر گئے اور عورت کا مہر مسمیٰ مقرر تھا پس عورت کے
ورثہ کو حق ہی کہ مرد کے ترکہ میں سے یہ مہر وصول کریں اور اگر مقرر نہ تھا
تو عورت کے ورثہ کو کچھ نہیں پہنچا۔ نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور نزدیک
صاحبین کے دونوں صورتوں میں عورت کے ورثہ کو حق ہی کہ مہر وصول کریں
ایک شخص نے نکاح کیا بعوض مہر ایک غلام سے جو تبلا دیا گیا تھا اور تبلایا ہوا
شخص حر ہی یا نکاح کیا بعوض ایک سرکہ کے مٹکے کا اور اوس مٹکے میں شراب
تھی اُن دونو صورتوں میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر مثل لازم آتا ہے
اور نزدیک ابو یوسفؒ پہلی صورت میں غلام کی قیمت اور دوسری میں
ایک مٹکے سرکہ کی قیمت اور امام محمدؒ نے پہلی صورت میں امام ابوحنیفہؒ
سے اور دوسری میں امام ابو یوسفؒ سے اتفاق کیا ہی۔ ایک شخص نے
اپنی بیوی کو کوئی چیز بھیجی عورت کہتی ہی کہ وہ تحفتاً بھیجی تھی اور مرد کہتا ہے
کہ میں نے تو مہر میں دی ہی پس ایسی صورت میں مرد کا قول معتبر ہوگا۔
مگر کھانے پینے کی چیزوں میں عورت کا قول معتبر ہوگا۔ ایک نصرانی مرد نے

ایک نصرانی عورت سے نکاح کیا بعوض مہر یا بلا مہر اور ایسا کرنا اونکے
دین میں جائز ہی اور پھر مرد نے عورت سے ہمبستری کی یا ہمبستری سے قبل
طلاق دی یا شوہر مر گیا پس نصرانی عورت مہر پانے کی مستحق نہیں اور یہ ہی
حکم دار الحرب میں حربیوں کے بارہ میں۔ اور حربیوں کے بارہ میں ہے صاحبین
کا قول یہ ہی ہی ذمیوں کے معاملہ میں عورت کو مہر مثل یا متع ملیگا اگر قبل از
دخول طلاق دی ہی۔ ایک مرد ذمی نے ایک عورت ذمیہ کو بعوض شراب
یا سور نکاح کیا اوسکے بعد دونوں یا دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا
پس عورت کیلیے مہر وہ ہی شراب یا سور جو مقرر کیا گیا تھا ملیگا اور اگر مقرر
نہ کیا تھا تو عورت کو قیمت شراب اگر مہر شراب تھا اور اگر سور مہر تھا تو مہر
مثل ملیگا اور نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور امام یوسفؒ دونوں صورتوں میں
عورت کو مہر مثل ملیگا اور نزدیک امام محمدؒ دونوں صورتوں میں عورت
کو اونکی قیمت ملیگی جو مقرر ہوا تھا۔ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں
گیا اور اُن دونوں میں سے ایک محرم ہے یہ احرام خواہ فرض ہو یا نفل
یا اُن میں سے ایک رمضان سے ہی یا ایک مریض ہی کہ ہمبستری کی طاقت نہیں
رکھتا یا عورت کو ایام ماہواری ہیں اسکے بعد قبل دخول کے مرد نے عورت کو
طلاق دیدی پس ان تمام صورتوں میں عورت کو نصف مہر ملیگا۔ اور اگر
روزہ نفل تھا تو عورت کو پورا ملیگا۔ ایک شخص ہجڑا اپنی بیوی کے پاس

خلوت میں گیا اور اوسکے بعد طلاق دیدی پس نزدیک امام ابوحنیفہ رح عورت کو پورا مہر ملیگا - اور صاحبین کے نزدیک نصف مہر اور عورت پر تمام صورتوں میں احتیاطاً عدت لازم ہے

کتاب الطلاق

محمدؒ نے بسند مذکور روایت کی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایام ماہواری کے زمانے میں کہا کہ تجھکو طلاق دی اور شوہر نے کوئی نیت نہیں کی تھی پس اوس عورت پر ہر حیض کے بعد ایک طلاق ہوگی - اور اوس نے نیت کی تھی کہ تینوں طلاقیں ابھی واقع ہوں یا ہر مہینہ کے شروع میں ایک ایک طلاق واقع ہو پس جیسی نیت کی ہو ویسی ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت ایسی ہو یعنی جسکا حیض آنا بند ہوچکا ہو یا ذوات الشہور یعنی مدخولہ صغیرہ ہو تو ایک طلاق تو اسی وقت واقع ہوگی اور دوسری ایک ماہ بعد اور دوسرے ماہ بعد تیسری طلاق واقع ہوگی - اور اگر تینوں طلاق کی اوس ایک ساعت میں نیت کی ہو تو اوسی وقت واقع ہونگی - اگر ایک عورت حاملہ کو طلاق مطابق سنت کے دیوے ایک طلاق اوسی وقت اور دوسری ایک ماہ بعد اور تیسری دو ماہ بعد واقع ہوگی یہ قول امام ابویوسفؒ کا ہی اور بقول امام محمدؒ کے صرف ایک طلاق واقع ہوگی اور قول امام زفر رح کا بھی یہی ہے

ایک شخص نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اوسپر طلاق ہے پس اوس نے نکاح کیا پس اوس عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اگر اوس کے بعد پھر اوس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو اوس پر طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر کہے کہ جب کبھی میں کسی عورت سے نکاح کروں اوسپر طلاق ہے پس اس صورت میں جب وہ نکاح کریگا طلاق واقع ہوگی۔ اور ایسی صورت میں اوس نے اگر تین طلاق دی ہیں اور اوس کے بعد حلالہ سے دوبارہ نکاح کیا تو بھی اوسپر طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر میں فلان عورت نکاح کروں تو اوسپر طلاق ہے پس اوس عورت سے نکاح کیا اور چھ مہینہ بعد اوس عورت سے لڑکا پیدا ہوا پس یہ لڑکا اوسی مرد کا لڑکا ہوگا اور مرد پر ایک مہر واجب ہوگا لیکن کتاب امالی میں لکھا ہے کہ اوس پر ڈیڑھ مہر ہوگا ایک بوجہ دخول اور نصف بوجہ شادی کرنے کے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر تیرے سوا دوسرا نکاح کروں تو جس عورت سے نکاح کروں اوسپر طلاق ہے پس اس کے بعد عورت کو طلاق بائن دیکر عدت میں دوسری عورت سے نکاح کیا ایسی صورت میں اس دوسری عورت پر طلاق نہیں ہوگی۔

کتاب الوصایا

محمد نے بسند مذکور روایت کی ہے ایک شخص نے وصیت کی کہ اوسکے مال کا تہائی امہات اولاد اور فقراء و مساکین کے لیے ہے اور امہات اولاد تین ہیں پس ایسی صورت میں اس تہائی مال کے پانچ حصہ کیے جاوینگے جنمیں سے تین سہام امہات اولاد کو اور ایک فقراء کو اور ایک مساکین کو دیں اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی فلان شخص و مساکین میں تقسیم ہو پس نصف اس تہائی کا اوس شخص کو اور نصف دیگر مساکین کو ملے گا۔

چارسَو درہم کے لیے وصیت کی اور دوسرے شخص کیواسطے دوسَو درہم کے لیے وصیت کی اور تیسرے شخص سے کہا کہ میں نے تجھکو ان دونوں شخصوں کے ساتھ شریک کیا پس ایسی صورت میں تیسرے شخص کو دونوں کے نصف ملینگے۔ کسی شخص نے کہا کہ میرے مال میں سے چھٹا حصہ فلاں شخص کیلیے ہی اس کے بعد اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں کہا کہ میرے مال کا تہائی حصہ اوس شخص کیلیے ہی وارثوں نے اجازت دیدی پس ایسی صورت میں اس شخص کو تہائی مال ملیگا۔ اور اگر کسی شخص نے کہا کہ میرے مال کا چھٹا حصہ فلاں شخص کے لیے ہی اس کے بعد اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں کہا کہ میرے مال کا چھٹا حصہ فلاں شخص کے لیے ہی پس ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا کسی شخص نے وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے مال سے ایک حصہ دینا پس وارثوں کو اختیار ہی کہ جو چاہیں دیں۔ اور اگر یہ وصیت کی کہ ایک سہم میرے مال میں سے دیویں پس اوس شخص کو وارثوں میں سے ایک کے مثل ایک حصہ ملیگا کہ جو چھٹے حصہ سے زیادہ نہ ہوگا اور نزدیک صاحبین کے وارثوں کے ایک حصہ کے برابر ملیگا اور تہائی سے زیادہ نہ ہوگا مگر جب ورثا اجازت دیویں۔ ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص کا میرے اوپر قرض ہی اور وارثوں نے تصدیق کی پس تہائی مال تک تصدیق کیا گیا سمجھا جاویگا۔ اور اگر سوائے اس دَینی اقرار دین کے وصیتیں کیں پس اوس کا تہائی مال وصیتوں کے واسطے علیحدہ کردیا جاویگا اور دو تہائی

وارثوں کے واسطے ہوگا۔ پس ہم نے ایک تہائی علیحدہ کر دیا اور جب کہ قرض مشہور ہی ترکہ کے واسطے قرضہ کے بیان کے واسطے علم کیا جاوے پس کہا جاوے اصحاب وصایا سے کہ قرضہ کی تصدیق کرنے میں جیز میں جاہو۔ اور وارثوں سے بھی یہی کہا جاوے۔ پس ہر ایک فریق کی تصدیق پر قرضہ ادا کیا جاویگا اور جو کچھ باقی بچے اسمیں اصحاب وصایا کا حق زیادہ ہے کسی شخص نے وارث اور اجنبی کے لیے وصیت کی پس اجنبی کے لیے نصف وصیت جائز ہوگی اور وارث کے حق میں وصیت باطل ہو جاویگی۔ ایک شخص کے پاس تین قسم کا کپڑا ہی اعلیٰ اوسط ادنی اور ان میں ہر ایک کے واسطے تین شخصوں کو وصیت کی اور ان میں سے ایک کپڑا ضائع ہوگیا اور معلوم نہیں کہ کونسی قسم کا ضائع ہوگیا اور وارث انکار کرتے ہیں پس ایسی صورت میں وصیت باطل ہو جاتی ہے مگر یہ ورثا ان بقیہ دونوں پارچوں کو اپنے لیے تسلیم کرتے ہیں۔ جب ورثا پارچوں کو تسلیم کریں اور موصی لہم باہم تقسیم چاہتے ہیں پس دو تہائی اعلیٰ قسم والے کو پارچہ قسم اول میں سے ملیگا اور قسم اوسط والے کو ایک تہائی پارچہ اعلیٰ میں سے اور ایک تہائی پارچہ ادنی میں سے ملیگا اور ادنی قسم والے کو دو تہائی پارچہ قسم ادنی میں سے ملیگا۔ ایک مکان دو شخصوں کے درمیان مشترک ہی شریکوں میں سے ایک نے اس مکان کا ایک حصہ معین کے لیے ایک شخص کو وصیت کی پس اوس مکان کی تقسیم کریں اگر مقررہ مکان تقسیم میں

موصیٰ لہ کے حصہ میں پہنچے تو موصیٰ لہ کو ملیگا اور اگر دوسرے شریک کے حصہ میں آیا پس موصیٰ کو اوسی مکان کے (دو ذراع) رقبہ کے برابر موصی کے حصہ میں سے دیں اور یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور نزدیک امام محمد رح کے موصیٰ لہ کو مکان مذکور کا نصف ملیگا۔ کسی شخص نے دوسرے کے مال میں سے کسی شخص کے لیے ہزار درہم کے لیے وصیت کی اور صاحب مال نے اجازت دیدی موصی کے مرنیکے بعد پس اگر مالک مال وہ درہم دیدیوے وصیت جائز ہوگی اور مالک مال کو انکار کرنا بھی جائز ہی۔ دو بیٹوں نے باپ کے ترکہ ہزار درہم کو تقسیم کیا بعد اوس کے اقرار کیا ان میں سے ایک نے کہ باپ نے فلاں شخص کے لیے اپنے مال کے تہائی کی وصیت کی ہی پس موصیٰ لہ کو اقرار کرنے والے بیٹے کے مال میں سے تہائی ملیگی اقرار کرنے والا بیٹا اپنے حصہ کی تہائی دے۔ ایک شخص نے تین درہموں کے تہائی حصہ کو کسی شخص کے لیے وصیت کیا اور ان میں سے دو درہم ضائع ہوگئے اور ایک درہم باقی رہگیا ہی اور ایک درہم تہائی میں سے ختم ہوجاتا ہے پس موصی کو ثابت درہم ملیگا اور یہ ہی حکم پارچہ کا ہی اگر ایک ہی قسم کے ہوں۔ کسی شخص نے تین غلاموں میں سے تہائی کی کسی شخص کو وصیت کی اور دو غلام ہلاک ہوگئے موصیٰ لہ کو باقی ماندہ غلاموں سے تہائی حصہ ملیگا اور یہ ہی حکم ہی مختلف مکانوں کے واسطے کسی شخص نے ایک شخص کے واسطے وصیت کی پس قبول کرنا اور رد کرنا وصیت کا موصی کی زندگی میں باطل ہی۔ اور وصیت اوس بچہ کے لیے کہ جو پیٹ میں

ہی جائز ہی۔ اور پیٹ کے لیے جائز نہیں ہی۔ اور یہ وصیت برائے اہل حرب باطل ہی۔ اگر حربی داخل دارالاسلام ہوا اور مسلم یا ذمی کے لیے وصیت کرے جائز ہوگی۔ ایک شخص نے جس کے پاس چھ سو درہم اور ایک لونڈی کہ جسکی قیمت تین سو درہم کے برابر ہی وصیت کی کہ لونڈی فلاں شخص کو ملے اسکے بعد لونڈی گئی اور تقسیم سے قبل لونڈی سے اولاد پیدا ہوئی کہ جسکی قیمت برابر تین سو درہم نکلے ہی پس موصی لہ کو کنیز اور تہائی حصہ اولاد کا ملیگا اور صاحبین کے نزدیک دو تہائی کنیز میں سے اور اولاد میں سے ہوگا اور اگر بعد تقسیم کے اولاد ہوئی پس وہ اولاد موصی لہ کو ملیگی واللہ اعلم

(نوٹ)

اس کتاب کے ترجمہ میں جو لغت اصطلاحات فقہ میں معمولاً استعمال ہوتے ہیں اون کو قائم رکھا ہی تاکہ طلباء اون سے بالکل ناآشنا نہ ہو جائیں ۔ وہ اون کے معنی بطور فرہنگ درج پشت ٹائیٹل کئے جاتے ہیں۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ